امام صادق علیہ السلام کے اقتصادی افکار پر ایک نظر

از: عبد الکریم پاک نیا
مترجم: مولانا شیخ ممتاز علی

باعمل پابند مکتب اورواقف کار افرادکا وجود کسی بھی مثالی اقتصادی سماج کا طرّہ ٔ امتیاز ہے، معاشرہ کے مختلف طبقات تک وسیع پیمانہ پر قسط وعدل کے قیام کی کوشش، ضرورتوں کا خیال، لوگوں کے آرام اور آسائش کے لئے امکانات اور سرمایہ کی عادلانہ تقسیم، مناسب زمین ہموار کرنے کی سعی، سب کو مناسب اطلاع پہونچانے اور سب کی خدمت کرنے کی کوشش تو اللہ کے رسولوں نے بھی کی ہے۔ اس طرح نیک بختی اور سعادت حاصل کرنے کے لئے عوام کو تیار کیا جاسکتا ہے۔

الٰہی مقاصد اورآسمانی ادیان کے اہداف کی تکمیل کے لئے خدا کے پیغمبروں اور رہبروں کی طرف سے جوکوشش کی جاتی ہے وہ عام انسان کے لئے عبودیت، قرب الٰہی، سعادت اورحقیقت طلبی کی راہ میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

اقتصادی کاموں کی اہمیت

زندگی کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے کام اورسعی وکوشش کو امام جعفرصادق علیہ السلام نے جہاد کے برابر قرار دیا ہے۔ ارشادفرماتے ہیں کہ" الکاد علی عیاله کالمجاهد فی سبیل اللّٰه[۱] اپنے اہل وعیال کے لئے معاش کا انتظام کرنے والا راہ خدا میں جہادکرنے والے کے مثل ہے۔

سست کاہل اور بے کار افراد امام جعفرصادقؑ کی نظرمیں غضب الٰہی کے مستحق ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ انّ اللّٰه عزّوجلّ یبغض کثرة النّوم و کثرة الفراغ[۲] یعنی زیادہ سونا اور بیکار رہنا اللہ کو بہت ناپسند ہے۔

آپ کے ایک صحابی علاء بن کامل نے ایک دن آپ سے دعا کی فرمائش کی اور کہا کہ فرزند رسولؐ! آپ خدا سے ہماری خوش حال زندگی کے لئے دعافرمادیں تو امامؑ نے فرمایا " لا

ادعوک " اطلب کما امرک اللہ عزّوجلّ "[۳] یعنی میں تمہارے لئے دعا نہیں کرونگا تم خوشحال زندگی اسی راستہ سے طلب کرو جس راستہ سے خدا نے تمہیں حکم دیا ہے۔ یعنی کام اور سعی پیہم کے ذریعے زندگی میں بھلائی حاصل کرنا اور معاشرہ کے بعض اقتصادی مسائل کا تدارک نہ صرف یہ کہ ایک مسلمان کے لئے عیب نہیں ہے بلکہ معنوی بلند مقاصد تک پہونچنے کے لئے یہ چیز اس کی قوت ایمان اور مستحکم ارادہ کی دلیل ہے۔ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے اس طرح کی فکر رائج کرنے میں بڑی زحمتیں برداشت کیں " ینبغی للمسلم العاقل ان لایری طاعنا الاّفی ثلثه مرمّة للمعاش او تزودو لمعاد اولذّة فی غیر ذات محرم" یعنی کسی مسلمان عاقل کے لئے کوچ کرنا مناسب نہیں ہے مگر تین جگہوں پر اقتصادی حالت سدھارنے کیلئے (تجارتی) زاد آخرت مہیا کرنے کے لئے (زیارتی سفر) حلال لذت حاصل کرنے کیلئے تفریحی سفر[۴]

صالح بندوں کو اقتصادی فعالیت کی ترغیب دلانے کے علاوہ آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ " اتّخذ عقدة او ضیعَة فانّ الرّجل اذا نزلت به النّازله او المصیبة فذکر ان وراء ظهر ہ ما یقیم عیاله کان اسخیٰ لنفسه[۵] یعنی پر درخت مکان اور ثابت و غیر منقولہ ملکیت حاصل کرو کیوں کہ جب کسی شخص پر کوئی حادثہ پیش آتا ہے یا اس پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو خانوادہ کی حالت سدھارنے کیلئے اس کے پاس ایک سہارا موجود ہوتا ہے اس طرح اسے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

جو افراد نمائش زہد کی بناپر تقویٰ کے بہانے اقتصادی فعالیت سے لوگوں کو منع کرتے تھے امامؑ ان پر تنقید کرتے ہوئے ان کے نظریات کو ٹھکراتے تھے۔ زہد کی نمائش کرنے والے خود ساختہ اور بناوٹی لوگ یعنی سفیان ثوری جیسے عالم نما افراد نے جب دوسروں کے علاوہ امامؑ کو بھی منع کرنے کی کوشش کی۔ اور کہا کہ آپ کے لئے دنیا کی زینت اختیار کرنا مناسب نہیں ہے۔ آپ کو مظاہر دنیا سے دوری اختیار کرتے ہوئے زہد وتقویٰ کا پابند رہنا چاہئے تو امامؑ نے اپنی منطقی گفتگو سے ان کی غلطی کو تشت ازبام کردیا۔ ان کے صوفیانہ انحرافی نظریات کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ آپ نے فرمایا میری بات غور سے سنو یہ دنیا وآخرت دونوں میں تمہارے کام آئیگی۔

اے سفیان! رسولؐ خدا ایسے زمانہ میں زندگی گذار رہے تھے جب عوام الناس اقتصادی طور پر تنگدست تھے آنحضرت ان کی زندگی کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اپنی زندگی گذارتے تھے۔ لیکن جب زمانہ بدل جائے اور لوگوں کی معاشی حالت اچھی ہوجائے تو ایسے موقع پر اہل ایمان اور اللہ کے

نیک بندوں کو فاسق و فاجر و کافر و منافق کی بہ نسبت فائدہ اٹھانے کا زیادہ حق حاصل ہے۔ اے ثوری ! میری معاشی حالت اچھی ہے خدا کی نعمتوں سے میں استفادہ کرر ہاہوں مگر اسی کے ساتھ ساتھ جب سے میں نے اپنے آپ کو پہچان لیا ہے، کوئی دن ایسا نہیں گذرا جب خدا کے حکم کے مطابق میں نے اپنے مال کا واجب حق ادا کر کے مناسب مقصد کی راہ میں خرچ نہ کیا ہو۔[۶]

اصول کی پیروی

ایک دوراندیش شخص کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اقتصادی اصول سے فائدہ حاصل کر کے اپنے اور اپنے اہل وعیال کی فلاح و بہبود میں اضافہ کرے اور راہ سعادت طے کرنے کے لئے آرام واطمینان کی زندگی گذارے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے کچھ اصولوں کا تذکرہ اس طرح فرمایا ہے۔

تجربہ سے استفادہ

اس میں کوئی تردید نہیں ہے کہ ہر انسان کا تجربہ اس کے مستقبل کے لائحہ عمل میں مددگار ہو تا ہے جس کا تجربہ جتنا زیادہ ہوگا اور اس سے جتنا کام لے گا اس کی توقع بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا ''العقل حفظ التجارب'' تجربہ کا تحفظ عقل کی نشانی ہے اس سلسلے میں مسعود سعد نے بہت خوبصورت بات کہی ہے۔

ای مبتدی تو تجربہ آموزگار گیر
زیرا کہ بہ، ز تجربہ، آموزگار نیست

یعنی اے مبتدی تو تجربہ کو استاد بنالے کیوں کہ اس سے بڑا استاد دوسرا کوئی نہیں ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے رہروان راہ حقیقت کی رہنمائی فرماتے ہوئے کہا کہ "المومن حسن المعونة، خفيف المؤونة، جيّد التدبير للمعيشة، لا يلسع من حجر مرتين[۸] یعنی مومن، بہترین مددگار ہوتا ہے۔وہ دوسروں کی بڑے اچھے انداز سے مدد کرتا ہے کم خرچ ہے دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث نہیں بنتا۔وہ بڑے اچھے انداز سے زندگی جیتا ہے اور ایک سوراخ سے دوبارڈسا نہیں جاتا۔

موقع سے استفادہ

زندگی میں کبھی ایسے مواقع آتے ہیں جن سے انسان بڑے اچھے انداز میں دین ودنیا کی

بہبودی کیلئے استفادہ کرسکتا ہے۔ دور بینی اور تیز نگاہی کی بناپر یہ مواقع ان کی معنوی اور اجتماعی ارتقاء کا سبب بن جاتے ہیں۔ایسے مواقع کا ہاتھ سے کھودینا پشیمانی وشرمندگی اورغم واندوہ کا سبب بنتا ہے۔

سعد یا' دی رفت وفردا ہمچنان موجود نیست

درمیان این وآن فرصت شمار امروز را

سعدی کہتے ہیں کہ گذشتہ کل تو ہاتھ سے نکل گیا اور آئندہ کل اسی طرح موجودنہیں ہے۔ ان دونوں کے درمیان'' آج'' کوغنیمت جانو اوراس سے فائدہ حاصل کرو۔

اس سلسلے میں صادقؑ آل محمدؐفرماتے ہیں۔ '' الایّام ثلثه : فیوم مضی لایدرک ویوم النّاس فیه فیبنغی ان یغتنموه وغدا انّما فی ایدیهم امله ۹

یعنی دن تین طرح کے ہیں ایک دن تو وہ ہے جو گذرگیا اور اب ہاتھ نہیں آئے گا۔ ایک دن وہ ہے جو لوگوں کے درمیان گذر رہا ہے ۔لوگ اسے غنیمت جانیں اور ایک آنے والا دن ہے لوگ جس کی آرزو میں جی رہے ہیں۔

آپ نے ایک دوسری حدیث میں موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے نصیحت کی ہے۔آپ فرماتے ہیں اگرکسی کوکوئی موقع ملے اور وہ اس سے بہتر کے انتظار میں ہوتو زمانہ اس سے وہ موقع بھی چھین لیتا ہے۔ کیوں کہ زمانہ کی عادت مواقع کو سلب کرلینا ہے اور حالات کو فنا کردینا رسم دنیاہے۔۱۰

سعی وکوشش

مقصد کی راہ میں سعی پیہم زندگی میں بہت اہم رمز توفیق ہے اپنے مقصد کے بارے میں اعتقاد راسخ رکھنے والا انسان متحرک ہوتاہے اور یہی تحرک مقصد تک پہونچنے کا سبب بنتا ہے۔ سعادت اخروی کے طالب مسلمان کو اپنے دنیوی امور میں بھی کوشش کرنی چاہئے کیوں کہ یہ ان مقاصد کے حصول میں بل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علی بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ ایک دن جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے عمر بن مسلم کا حال پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ میری جان آپ پر قربان! انہوں نے تجارت سے ہاتھ اٹھا لیاہے اورعبادت ونماز ودعا میں مشغول ہوگئے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا اس کی حالت پر افسوس ہے۔ کیا اسے

نہیں معلوم کہ جو دنیا اور حلال روزی کسب نہیں کرتا اس کی دعا قبول نہیں ہوتی! پھر امامؑ نے فرمایا جب آیت "من یّتق اللّٰہ یجعل له مخرجاً ویرزقة من حیث لا یحتسب" یعنی جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کیلئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ فراہم کرتا ہے اور اس جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو پیغمبرؐ کے چند اصحاب نے کام دھندہ سے ہاتھ کھینچ لیا اور دروازہ بندکر کے گھر بیٹھ گئے اور عبادت میں مشغول ہوگئے کہ خدا انہیں عبادت ہی کے ذریعہ روزی دیدیگا۔ جب حضرتؐ کو خبر ہوئی تو آپ نے ان لوگوں کو اپنے پاس بلاکر پوچھا: کام کاج سے ہاتھ روک لینے، معاشرے سے الگ ہوجانے اور صرف عبادت کرتے رہنے کیلئے کس نے کہا؟ ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی خدا نے ہماری روزی کی ذمہ داری لے لی تو ہم بھی اس کی عبادت میں مشغول ہوگئے ! آنحضرتؐ نے فرمایا "انّی ، من فعل ذالک لم یستجب له، علیکم بالطّلب ۱۲

یعنی جو ایسا کرے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی تم پر روزی حاصل کرنا فرض ہے۔

جن لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوئی ان کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں" رجل جالس فی بیته یقول اللّٰھمّ ارزقنی فیقال له الم "آمر ک بالطّلب" ۱۳

یعنی جو شخص گھر میں بیٹھے بیٹھے کہتا ہے پروردگار! مجھے روزی عطا کر اس سے کہا جاتا ہے کہ کیا تمہیں روزی حاصل کرنے کا میں نے حکم نہیں دیا ہے۔

بہر حال منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے کوشش بہت ضروری ہے دوسروں سے بے نیازی حاصل کرنے کے لئے راہ اقتصاد میں مشکلات کا تحمل ناگزیر ہے۔ عطار نیشاپوری فرماتے ہیں۔

به یکباری نباید کار ہا راست — بباید کرد رہ را بار ہا راست
به یک ضربت نخیزد گوہر از سنگ — به یک دفعت نریزد شکر از تنگ
نگردد پختہ ہر دیگی به یک سوز — نیاید پختگی میوه به یک روز

کام ایک دن میں نہیں بنتا بلکہ اسے بار بار بنانا پڑتا ہے۔

ایک ضرب میں پتھر سے گوہر نہیں نکلتا اور نہ ایک بار میں شکر بنتی ہے اور نہ تو کوئی دیگ ایک آنچ میں پکتا ہے اور نہ پھل ایک دن میں پختہ ہوتا ہے۔

خواہی اگر کہ حفظ کنی آبروئے خویش
بردار لقمہ لیک بقدر گلوئے خویش

یعنی اگر اپنی عزت چاہتے ہو جتنی گنجائش تمہارے گلے میں ہو اتنا ہی بڑا لقمہ اٹھاؤ۔

یعنی آمدنی اور خرچ میں اعتدال آسائش کا سبب ہے۔ اسراف، بتدریج تنگ نظری، بخل، لالچ زندگی کے نظم وضبط میں خلل کا سبب ہے۔ یہ چیزیں انسان کو بے آبرو اور اس کی شخصیت کو پامال کرسکتی ہیں۔ جو افراد شاہ خرچی سے کام لیتے ہیں اکثر تنگدستی میں مبتلا ہو جاتے ہیں پھر گردش ایام کا رونا رونے بیٹھ جاتے ہیں۔ اپنی تقدیر کو کوستے ہیں۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں، ان اسرف یورث الفقر وان القصد یورث الغنی“ [۱۴] یعنی اسراف موجب فقر اور میانہ روی خشک روی غنی ہونے کا سبب ہے۔ سعدی فرماتے ہیں۔

چوں دخلت نیست خرچ آہستہ ترکن کہ می گویند ملّاحان سرودی

اگر باران بہ کوہستان نبارد بہ سالی دجلہ گردد خشک رو دی

جب تمہارا کوئی دخل نہ ہوتو آہستہ خرچ کرو۔ملاح اپنے نغمہ میں گا گا کر یہ کہتے ہیں کہ اگر پہاڑوں پر برسات نہ ہوتو دجلہ ایک ہی سال میں خشک نہر ہو جائے گی۔

عبد اللہ بن سنان فرماتے ہیں کہ جب امام جعفر صادق آیت ”ولا تجعل یدک مغلولةً اَیّ مُنقلب“ [۱۵] کی تفسیر فرماتے ہیں تو اپنی انگلیوں کو ملا کر مٹھی بنالیتے اور ہم سے کہتے کہ اس طرح نہ کرنا کیوں کہ یہ نہایت درجہ کا بخل ہے۔ اور لاتبسطها کلّ البسط“ [۱۶] کا مطلب بیان کرتے وقت مٹھی بالکل کھول دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایسا بھی کرنا صحیح نہیں ہے۔یعنی انسان کو اس طرح خرچ نہیں کرنا چاہئے کہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہ رہ جائے ۔[۱۷]

غرض کہ اس آیۂ کریمہ میں مال دنیا کے مصرف میں افراط وتفریط سے منع کیا گیا ہے اور اعتدال کا راستہ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

ترتیب مشاغل

اسلامی معاشرہ میں جب کوئی شخص آمدنی والے کام کا انتخاب کرے تو اس میدان میں وارد ہونے سے پہلے اس کے احوال کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ یہ بھی دیکھ لینا چاہئے کہ اسلام اور معصوم رہنماؤں کا اس سلسلہ میں کیا نظریہ ہے تاکہ آئندہ اسے روحانی اور اندرونی نقصان نہ پہونچے کیوں کہ ہرکام میں اقتصادی اور درآمدی پہلو سے پہلے معنوی ، ثقافتی اور سیاسی مسائل پر اسلام کی توجہ

زیادہ ہوتی ہے۔ اسلامی ثقافت ہر کام کے انفرادی فائدہ سے پہلے یہ دیکھتا ہے کہ اسلامی معاشرہ اور ممالک کی کتنی فلاح و بہبود اس کا م میں مضمر ہے۔ اس وجہ سے ہر معاشرہ کے رائج مشاغل کی حلال وحرام کے اعتبار سے دستہ بندی کرکے اسلام نے مسلمانوں کی رہنمائی کی ہے۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ معاشرہ میں موجود تمام کام چار حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ا۔تجارت ومعاملات ۲۔ صنعت وحرفت ۳۔ سرکاری اور غیر سرکاری ملازمتیں ۴۔ اجارہ یعنی وہ مال جو کسی چیز کا کرایہ ہو یا مزدوری کی شکل میں سامنے آئے)

اس کے بعد آپ نے ان چارو ں کو حلال وحرام کے دو خانوں میں بانٹ دیا ہے آپ فرماتے ہیں۔

’’خدا نے تمام بندوں پر حلال کے سلسلے میں اقدام کرنے اور حرام کاموں سے دوری اختیار کرنے کا حکم دیا‘‘ حرام وحلال کے بارے میں امامؑ کے چند منتخب اقوال حاضر ہیں۔

تجارت میں حلال وحرام کا معیار یہ ہے کہ عوام کی ضرورت اور معاشرہ کی منفعت اور مصلحت کی ہر شئے کی خرید وفروخت اور اس کی تجارت حلال ہے۔ اور معاشرہ کے فساد ونقصان کا ہر معاملہ حرام ہے۔ اسی طرح سودی خرید وفروخت اور مال کا احتکار اسلام کی نظر میں جائز نہیں ہے(غیر ذبیحہ گوشت سور کا گوشت ، درندہ کا گوشت، پوست، شراب، آلات قمار، آلات لہو ولعب ...) دشمنان اسلام کے ہاتھ اسلام فروخت کرنا اور ہر وہ معاملہ جو باطل محاذ کی تقویت کا باعث ہو حرام ہے۔ مثلاً جاسوسی ، دشمن کے ہاتھوں معلومات فروخت کرنا۔

صنعت وحرفت میں بھی اسلامی معاشرہ کی مصلحت معیار ہے یعنی جو صنعت وحرفت اسلامی معاشرہ کی تقویت کا باعث ہو اور مسلمانوں کی سربلندی، رشدوہدایت اور صلاح کا باعث بنے امام جعفر صادقؑ کی نظر میں جائز ہے۔ اور جو اس کی کمزوری اور فساد کا سبب ہو وہ ممنوع ہے۔شراب سازی ، جادوگری اور ہر وہ صنعت جو فساد فحشاء کی ترویج کا باعث ہو اور وہ مسائل جو مسلمانوں کے اعتقادات کی کمزوری یا تخریب کا سبب بنیں نیز ظالموں کا تعاون ، چوری وغیرہ جیسی صنعت وحرفت حرام ہے۔

اگر حکومت کے کارمند حاکمِ عادل ، امام معصوم اور ان کے وکلاء کی نگرانی میں اپنا فریضہ ادا کریں تو ان کی آمدنی اور تنخواہیں حلال ہیں ورنہ حرام ہیں۔ ہاں جب غیر عادل حکام کے ملازمین

حاکم شرع کی اجازت سے یا مسلمانوں کی مصلحتوں کی خاطر حکومت کی مشنری سے جڑ جائیں تو یہ صورت استثنائی طور پر حلال ہے۔

ملکیت کا کام کرنے والوں کے اجارہ کے سلسلہ میں بھی یہی اصول کارفرما ہیں یعنی پہلے تو معاشرہ کی صلاح وفساد پر نظر ڈالی جائے گی پھر وہ اشیاء اور اسباب حلال وحرام معیار بنیں گے۔ [۱۸]

امام جعفر صادقؑ کی نظر میں بہترین مشغلہ

امام جعفر صادق علیہ السلام ہمیشہ حلال ذریعۂ آمدنی اختیار کرنے کی تلقین کرتے تھے لیکن ان میں سے کچھ مشاغل کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ ہم یہاں چند چیزوں کی طرف اشارہ کررہے ہیں۔

باغبانی و کاشتکاری

آیہ کریمہ ''علی اللّٰہ فلیتوکّل المتوکّلون ''[۱۹] کی تفسیر میں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اس کی سب سے واضح مثال کھیتی باڑی کرنے والے کسان ہیں [۲۰]

ہارون واسطی کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے امام سے دہقانوں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا ''روئے زمین پر یہ عظیم گنجینۂ الٰہی ہیں'' پھر مزید ارشاد فرمایا ''ومافی الاعمال شیئی احبّ الی اللّٰہ من الزراعة ومابعث نبیّاً الاّزراعا الاّ ادریس فانّہ کان خیّاطا '' [۲۱] خدا کی نظر میں کھیتی سے زیادہ محبوب کوئی دوسرا کام نہیں ہے خدا نے تمام پیغمبروں کو کھیتی کرنے والا بنا کر مبعوث کیا سوائے جناب ادریس کے وہ خیّاط تھے۔

صادق آل محمدؐ صرف دوسروں کو کھیتی اور باغبان کا درس نہیں دیتے تھے بلکہ آپ نے خود بھی اس کے لئے اقدام فرمایا۔

ابوعمر شیبانی کہتے ہیں کہ میں نے امامؑ کو دیکھا کہ آپ کام کرنے والوں کے لباس میں ایک باغ میں خود کدال چلا رہے ہیں کام میں اس قدر مشغول ہیں کہ جسم پسینے سے بھیگ چکا ہے۔ میں نے امامؑ کے قریب پہونچ کر عرض کیا کہ میری جان آپ پر قربان ہوجائے مجھے اجازت دیں تاکہ یہ سخت کام آپ کی جگہ میں انجام دوں۔ امامؑ نے قبول نہیں کیا اور فرمایا '' انّی احبّ ان یتأذّی الرّجل بحر الشّمس فی طلب المعیشة ''[۲۲] میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ انسان کسب حلال کے لئے دھوپ میں اذیت برداشت کرے۔

انسان کے لئے سب سے بہتر اور پاکیزہ آمدنی وہ ہے جو خون پسینہ کی کمائی ہو۔ رسولؐ اللہ عالم امکان کے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ایسے انسان کا ہاتھ چوما تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ "ھذہ ید لاتمسّھا النّار" ۲۳؎ یعنی یہ وہ ہاتھ ہے جسے جہنم کی آگ چھو بھی نہیں سکتی۔

تجارت

امام جعفر صادق علیہ السلام نے جس دوسرے کام کی تاکید کی ہے وہ تجارت اور حلال معاملات ہیں۔ آپ کا خیال یہ تھا کہ تجارت اقتصادی کشادگی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ عقل میں بھی اضافہ کرتی ہے اس سے فکر کی طاقت، قوت تدبر اور تجربہ میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے آپ فرماتے تھے "التّجارۃ تزید العقل" ۲۴؎ تجارت افزائش عقل کا سبب ہے۔

اسباط بن سالم کہتے ہیں کہ ایک دن امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ عمر بن مسلم کیا کررہے ہیں؟ میں نے کہا بہتر ہیں لیکن تجارت نہیں کررہے ہیں آپ نے فرمایا کہ ترک تجارت شیطان کا کام ہے، تین بار آپ نے اس جملہ کی تکرار کی پھر اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا شام سے آنے والے قافلے سے رسولؐ خدا تجارت کرتے تھے اور اس کے بعض حصے سے اپنے فرائض ادا فرماتے تھے۔ بعض حصے ضرورت مند خاندانوں میں تقسیم کردیا کرتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ والے اور باتقویٰ تجّار کے لئے خدا ارشاد فرماتا ہے" رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ" ۲۵؎ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں خرید وفروخت اور تجارت یادخدا سے غافل نہیں کرتی۔

تجار کیلئے زندگی بخش منشور

امانت دار اور راست گو تجّار کو امام جعفر صادق علیہ السلام کی نظر میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ عبدالرحمٰن سیابہ کہتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوگیا تو ان کے دوست میرے گھر تشریف لائے اور انہوں نے تعزیت کے بعد کہا کہ کیا تمہارے والد نے گذر بسر کے لئے کچھ میراث چھوڑی ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں تو انہوں نے مجھے ایک تھیلی عنایت کی جس میں تقریباً ایک ہزار درہم تھے اور مجھ سے فرمایا کہ تم اس کی حفاظت کرو اس کے نفع سے اپنی ضرورتیں پوری کرنا۔ میں نے خوش ہوکر اپنی والدہ کی خدمت میں یہ خوش خبری پیش کردی۔ رات کے وقت اپنے والد کے ایک دوسرے

دوست کے پاس گیا انہوں نے میرے لئے تجارت کا انتظام کردیا میں نے ان کی مدد سے کچھ کپڑے خریدے پھر ایک دوکان کھول لی خدا کے فضل سے میری تجارت بڑھنے لگی یہاں تک کہ میں تھوڑی ہی مدت میں مستطیع ہوگیا اور میں نے حج کا ارادہ کرلیا۔

سفر سے پہلے میں نے اپنی والدہ سے اپنا ارادہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم پہلے فلاں شخص کا قرض ادا کردو جو میرے والد کے دوست تھے۔ میں نے ایسا ہی کیا پیسے واپس پا کر وہ اتنا خوش ہوئے کہ جیسے میں نے اپنی طرف سے انہیں کچھ دیدیا ہو، کہنے لگے یہ پیسے کیوں واپس کررہے ہو کہیں کچھ کم نہ پڑجائیں ؟ میں نے کہا نہیں میں چونکہ حج کے لئے جارہا ہوں اس وجہ سے کسی کا قرضدار نہیں رہنا چاہتا۔

حج کے بعد میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں مدینہ پہونچا۔ اس دن امامؑ سے ملنے والوں کی کافی بھیڑ تھی میں اس وقت جوان تھا، بالکل آخر میں جگہ ملی۔ لوگ امامؑ سے اپنے اپنے سوالوں کے جواب سنتے جارہے تھے یہاں تک کہ جب سب چلے گئے تو امامؑ نے مجھے اشارہ سے قریب بلایا اور پوچھا کہ کیا تم کو مجھ سے کوئی کام ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہوجاؤں میرا نام عبد الرحمٰن بن سیابہ ہے۔ امامؑ نے کہا کہ تمہارے والد کیا کام کرتے ہیں، میں نے کہا کہ وہ دنیا سے رخصت ہوگئے۔ حضرت کو یہ سن کر ملال ہوا آپ نے تعزیت پیش کی ان کے حق میں دعا فرمائی پھر مجھ سے پوچھنے لگے کہ کیا انہوں نے تمہارے لئے کچھ مال بھی چھوڑا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں تو کہنے لگے کہ پھر تم نے حج کیسے کیا؟ تو میں نے پورا واقعہ سنادیا۔

ابھی میری بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ امامؑ نے فرمایا کہ تم نے اس شخص کے دیئے ہوئے ہزار درہم کا کیا کیا؟ میں نے کہا فرزند رسولؐ میں نے سفر سے پہلے اس کے پیسے واپس کردئے، امامؑ نے خوش ہوکر کہا احسنت ! پھر امامؑ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو کچھ نصیحت کروں ؟ میں نے کہا آپ ہماری رہنمائی فرمائیں۔ امام نے فرمایا علیک بصدق الحدیث واداء الامانة تشرک النّاس فی اموالھم ھکذا وجمع بین اصابعه: یعنی باتوں میں سچائی اور امانت داری اختیار کرو اس طرح لوگوں کے مال میں شریک ہوجاؤ گے۔ پھر آپ نے اپنی گفتگو کو آپس میں ملالیا اور کہا اس طرح ۔عبد الرحمٰن بن سیابہ کہتے ہیں کہ امام کی تعلیمات کی بناپر ہماری مالی حالت اتنی اچھی ہوگئی کہ تھوڑی ہی مدت میں ہم نے تین لاکھ درہم زکوٰۃ کے ادا کئے ۔[۲۷]

مستقبل کے لئے مال بچانا

امام جعفر صادقؑ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہر شخص کو آئندہ کے لئے پس انداز کرنا ضروری ہے تاکہ اگر خدانخواستہ آئندہ کوئی مشکل یا ضرورت پیش آجائے تو کسی کی محتاجی نہ ہو۔ امامؑ کے ایک صحابی ''مسمع'' فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے آقا امام جعفر صادقؑ سے مشورہ کیا اور کہا کہ حضور میرے پاس ایک زمین ہے اس کے لئے بہت اچھا خریدار بھی مل گیا ہے، مناسب قیمت بھی دے رہا ہے میں کیا کروں؟ امامؑ نے فرمایا اے ابوسیار ! کیا تم یہ جانتے ہو کہ جو اپنی ملکیت فروخت کردیتا ہے وہ ختم ہوجاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میری جان آپ پر قربان ہوجائے میں اسے اچھی قیمت پر بیچ رہاہوں اور اس سے بڑی زمین خریدنے کا ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ پھر کوئی حرج نہیں ہے ۲۸

امامؑ نے فرمایا کہ تم پیغمبر کے بزرگ صحابی سلمان وابوذر سے واقف ہو۔ سلمان کا طریقہ یہ تھا کہ جب بھی بیت المال سے ان کو سالانہ حصہ ملتا تھا تو جب تک دوسرے سال وقت نہیں آتا تھا اس وقت تک اس حصہ کو جمع رکھتے تھے۔ لوگوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ آپ زہدوتقویٰ کی اس منزل پر قائم ہونے کے باوجود آئندہ کے لئے ذخیرہ کی فکر کرتے ہیں ممکن ہے آج کل میں آپ کی موت ہوجائے! سلمان نے جواب دیا کہ تم مرنے کی فکر کرتے ہو باقی رہنے کے بارے میں کیوں نہیں سوچتے؟ اے جاہل انسانو! تم اس بات سے غافل ہو کہ جب تک انسان زندگی کے لئے کافی مقدار میں وسائل نہیں فراہم کرلیتا اطاعت خالق میں سستی اور کوتاہی کرتا ہے اور راہ حق میں اپنی توانائی کھودیتا ہے لیکن اگر اس کی ضرورت کے مطابق وسیلہ اور مال دنیا موجود ہوتو وہ اطمینان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ خدا کی اطاعت میں زندگی گذارتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ''لاخیر فیمن لایحبّ جمع المال من حلال یکفّ به وجهه ویقضی به دینه ویصل به رحمه'' ۲۹

یعنی جو شخص عزت وآبرو کی حفاظت، قرض کی ادائیگی، خاندان کی ضرورت کے لئے حلال طریقہ سے مال حاصل کرنا پسند نہیں کرتا اس کے اندر کوئی خیر نہیں ہے۔

اقتصادی فعالیت کی اہم شرط

اسلام کی نظر میں اقتصادی فعالیت انسانی کمالات اور فضائل کے لئے زمین ہموار کرنے کا

وسیلہ ہے۔ اگر کوئی اقتصادی میدان میں اس خیال سے وارد ہوتو اسے مادی وظاہری منفعت کے ساتھ معنوی فائدہ بھی حاصل ہوگا۔ عبد اللہ بن یعفور کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا آپ سے ایک شخص نے پوچھا کہ ہم دنیا کے فراق میں رہتے ہیں اور اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں امامؑ نے فرمایا کہ دنیا طلبی اور آمدنی سے کیا کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں اس سے اپنی ضرورتیں پوری کرنا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ اس کے ذریعہ میرے گھر والوں کی دیکھ بھال ہو صدقہ نکالوں حج وعمرہ انجام دوں امامؑ نے فرمایا یہ دنیا طلبی نہیں ہے یہ تو آخرت اور ثواب کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ۳۱

حصول آمدنی اور دنیاکے مال سے فائدہ حاصل کرنے میں اگر غرض اللہ کے مقرر کردہ ثواب کا حصول اور الٰہی مقاصد تک پہونچنے کی خواہش ہوتو ٹھیک ہے ورنہ دنیا طلبی بڑی بری اور ناپسندیدہ چیز ہے۔ جیسا کہ بہت سے افراد ثروت مندی میں منہمک ہیں اور ان کے ذہن و دماغ میں کسی طرح کے خیر اور معنوی بھلائی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ ایسے افراد کبھی تو اس حد تک حریص ہوجاتے ہیں کہ مال جمع کرنے کے سلسلے میں اپنی اور اپنے گھر والوں کی سلامتی کو بھی خطرہ میں ڈالتے دیتے ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایسے افراد کو ہوشیار کیا ہے آپ فرماتے ہیں۔ لیس فیما اصلح البدن اسراف فیمااتلف المال واضرّبالبدن ۳۲ ''جو جسم کی اصلاح کرے وہ اسراف نہیں ہے جب برباد ہو اور جان پر بن آئے تو وہ اسراف ہے۔

جو افراد دنیا کو آخرت کے حصول کا ذریعہ بناتے ہیں اور جو فقط دنیا پرستی اور ثروت اندوزی کی فکر میں رہتے ہیں امام جعفر صادقؑ کی نظر میں ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اسی وجہ سے دنیا اور مال دینا سے دل لگانے والے ظاہر میں دنیا پرست افراد پر آپ نے لعنت کی ہے۔ فرماتے ہیں ''ملعون ملعون من عبد الدّینار والدّرہم'' ۳۳ جو بندۂ درھم ودینار ہو اس پر خدا کی لعنت ہے۔ دوسری طرف اپنے چاہنے والوں کو سمجھاتے ہوئے کہتے ہیں ''لاتدع طلب الرّزق من حلّہ فانّہ عون لک علی دینک '' ۳۴ یعنی حلال راستے سے روزی حاصل کرنے سے ہرگز گریز نہ کرنا کیوں کہ مال حلال تمہارے دین میں معاون ہوگا۔

حوالے:
۱۔وسائل الشیعہ، ج ۱۷،ص ۶۶
۲۔الکافی، ج ۵،ص ۸۴
۳۔ الکافی،ص ۸۷
۴۔وسائل الشیعہ، ج ۱۷،ص ۶۳
۵۔الکافی ،ج ۵ ص ۹۲
۶۔الکافی ،ج ۵، کتاب المعیشہ، ج ۱
۷۔ نہج البلاغہ،مکتوب ۳۱
۸۔وسائل الشیعہ، ج ۱۵،ص ۱۹۳
۹۔تحف العقول،ص ۳۲۲
۱۰۔تحف العقول،ص ۳۸۱
۱۱۔سورۂ طلاق آیت ۲ و ۳
۱۲۔تہذیب الاحکام ،ج ۶،ص ۳۲۳
۱۳۔ اصول کافی، باب من لاتستجاب دعوتہ حدیث ۲
۱۴۔من لایحضرہ الفقیہ، ج ۳۔ص ۱۴۷
۱۵۔سورۂ اسراء آیت ۲۹
۱۶۔سورۂ اسراء آیت ۲۹
۱۷۔ وسائل الشیعہ، ج ۱۷،ص ۶۶
۱۸۔حضرت کے تفصیلی اقوال کتاب وسائل الشیعہ، ج ۱۷ ص ۸۳ وتحف العقول ۳۳۱ ،ص ۳۳ میں موجود ہیں۔
۱۹۔سورۂ ابراہیم آیت ۱۲
۲۰۔ وسائل الشیعہ ج/۱۷،ص ۴۲۔
۲۱۔ وسائل الشیعہ، ج ۱۷،ص ۴۲
۲۲۔ وسائل الشیعہ، ج ۱۷،ص ۳۹

۲۳۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۶۹

۲۴۔ وسائل الشیعہ ج ۱۷، ص ۱۷

۲۵۔ سورۂ نور آیت ۳۷

۲۶۔ وسائل الشیعہ، ج ۱۷، ص ۱۴۔ ۱۵

۲۷۔ الکافی، ج ۵، ص ۱۳۴: بحار الانوار ج/ ۴۷، ص ۳۸۴

۲۸۔ الکافی، ج ۵، ص ۹۲

۲۹۔ وسائل الشیعہ، ج ۱۷، ص ۴۳۵

۳۰۔ الکافی، ج ۵، ص ۲۷

۳۱۔ وسائل الشیعہ، ج/ ۱۷، ص ۳۴

۳۲۔ تہذیب الاحکام، ج ۱، ص ۳۷۷

۳۳۔ اصول کافی، باب الذّنوب حدیث ۹

۳۴۔ وسائل الشیعہ، ج ۱۷، ص ۳۴